بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِين، نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين، أَمَّا بَعْدُ:

064. سورۃ التغابن

التّفسیر المُیسّر کا درس جاری ہے اور آج کی نشست میں ہم سورۃ التغابن کی تفسیر بیان کرتے ہیں، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

﴿يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ۖ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝١﴾ [التغابن: 1]

اس سورۃ کا نام ہے سورت التغابن میں بتادوں کہ تغابن کا معنی کیا ہے: "تغابن" غبن سے لیا گیا ہے اور غبن سے مراد کے معنی میں دھوکا بھی ہے، اور غلبہ مقابلے میں کسی کو خفیہ طریقے سے نقصان پہنچانا، مقابلے میں اپنے دشمن پر غالب ہونا اور خفیہ طریقے سے اسے نقصان پہنچانے کا معنی اس میں موجود ہے، تو آیئے دیکھتے ہیں کہ کس طریقے سے یہ معنی اس سورت میں اللہ تعالی نے بیان فرمایا ہے۔

ابتداء سورت کی تسبیح سے ہوئی ہے: ﴿يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ۖ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾: جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ تعالی کی پاکیزگی بیان کرتے ہیں، اُسی کے لیے بادشاہت ہے اور تمام تصرف ہے پوری کائنات میں ہر چیز میں، اور اسی کے لیے ہی حمد اور تمام تعریفیں ہیں، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے کوئی چیز اسے عاجز نہیں کر سکتی۔

﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَمِنْكُمْ مُؤْمِنٌ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝٢﴾ [التغابن: 2]

اللہ تعالیٰ نے ہی تمہیں پیدا کیاہے اور عدم سے وجود میں لایا ہے، ﴿فَمِنۡكُمۡ كَافِرٌ﴾: تم میں سے بعض کافر ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا انکار کیاہے، تم میں سے بعض مومن ہیں جنہوں نے تصدیق کی ہے اللہ تعالیٰ کی شریعت کی، اور اللہ تعالیٰ خوب دیکھتاہے جو کچھ تم کرتے ہو، اور عنقریب اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال جو ہیں اُن کا حساب بھی اور جزاء بھی دینے والا ہے۔

﴿خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ وَصَوَّرَكُمۡ فَاَحۡسَنَ صُوَرَكُمۡ‌ۚ وَاِلَيۡهِ الۡمَصِيۡرُ ۝٣﴾[التغابن: 3]

جب اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایاہے کہ انسان کو پیدا کیاہے اور انسان دو قسموں میں ہے، کافر بھی ہے مومن بھی ہے یعنی انسان کی اپنی چاہت بھی ہے، کسی نے کفر کا راستہ اختیار کیا کسی نے ایمان کا راستہ اختیار کیا، اللہ تعالیٰ خوب دیکھتاہے جو تم کرتے ہو، اور پھر عنقریب قیامت کے دن مومن کا بھی حساب ہوگا اور اس کافر کا بھی حساب ہوگا، دونوں کا برابر نہیں ہو سکتا، پھر اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایاہے: ﴿خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ﴾: اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو حق کے ساتھ بالحکمۃ البالغۃ پیدا کیاہے۔

﴿وَصَوَّرَكُمۡ﴾: (اور تمہیں پیدا بھی کیاہے اور خوبصورت تصویر میں پیدا کیاہے)۔

﴿فَاَحۡسَنَ صُوَرَكُمۡ﴾: (اور خوبصورت صورت عطا فرمائی ہے)۔

﴿وَاِلَيۡهِ الۡمَصِيۡرُ﴾: (اور واپسی اللہ تعالیٰ کی طرف ہے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تم سب کا حساب لے گا)۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَعۡلَمُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَيَعۡلَمُ مَا تُسِرُّوۡنَ وَمَا تُعۡلِنُوۡنَ‌ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ۝٤﴾[التغابن: 4]

اللہ تعالیٰ خوب جانتاہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، اور وہ خوب جانتاہے اے لوگو! جو تم چھپاتے ہو آپس میں اور جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم سینوں میں چھپاتے ہو، اللہ تعالیٰ وہ بھی خوب جانتاہے (جو سینوں کے بھید ہیں اللہ تعالیٰ وہ بھی خوب جانتاہے)۔

یعنی "اللہ تعالیٰ نے تمہارا عنقریب حساب لیناہے"اِن تمام آیات میں ایک ہی پیغام بار بار آرہاہے۔

﴿اَلَمۡ یَاۡتِکُمۡ نَبَؤُا الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ قَبۡلُ ۫ فَذَاقُوۡا وَبَالَ اَمۡرِہِمۡ وَلَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۵﴾﴾
[التغابن: 5]

(اور یہ خطاب سب کے لیے خصوصاً مشرکین کے لیے ہے)۔
کیا تم سے پہلے جو کافر گزرے ہیں اُن کی خبر تمھیں نہیں پہنچی کہ اُن کے سوء عمل (بُرے عمل) کی وجہ سے اور کفر کی وجہ سے اُن کا بہت بُرا انجام ہوا دنیا میں، اور آخرت میں بھی اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔
یعنی جو مشرکین تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں وہ فرعون کے قصے اور تمام سابقہ قوموں کے قصے جانتے تھے کہ اہل کفر کا کیا انجام ہوا ہے: کیا پھر تمھیں سمجھ نہیں آتی جو تم لوگوں نے وہی شرک اور کفر کا راستہ اختیار کیا ہوا ہے؟!
قوم نوح کے قصے وہ جانتے تھے، سابقہ انبیاء (علیہم الصلاۃ والسلام) کے قصے جانتے تھے (یقیناً جانتے تھے) اُس کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ کے آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا انکار کیا: یعنی تمھیں عقل ہونی چاہیے دنیا میں اُن کے ساتھ جو ہوا اور وہ ہلاک ہوئے آخرت میں بھی دردناک عذاب اُن کو پہنچنے والا ہے ملنے والا ہے، تم لوگوں نے اس راستے کو کیوں اختیار کیا ہوا ہے؟! تو ابھی وقت ہے سدھرنے کا اور راہِ راست کو اپنانے کا۔
پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ذٰلِکَ بِاَنَّہٗ کَانَتۡ تَّاۡتِیۡہِمۡ رُسُلُہُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ فَقَالُوۡۤا اَبَشَرٌ یَّہۡدُوۡنَنَا ۫ فَکَفَرُوۡا وَ تَوَلَّوۡا وَّ اسۡتَغۡنَی اللّٰہُ ؕ وَ اللّٰہُ غَنِیٌّ حَمِیۡدٌ ﴿۶﴾﴾[التغابن: 6]

یعنی یہ جو دنیا میں اُن کو ذلت اور رسوائی (سابقہ قوموں کو جو دنیا میں ذلت اور رسوائی) کا سامنا کرنا پڑا اور جو ہلاک ہوئے، اور آخرت میں جو اُن کا دردناک عذاب منتظر ہے یہ سب وجہ کیا ہے؟ سبب یہ تھا کہ اُن لوگوں کے پاس جب اللہ تعالیٰ کے رسول کھلی اور واضح آیات اور بینات اور معجزات لے کر گئے تھے تو اُن لوگوں نے انکار کرتے ہوئے یہ کہا کہ یہ تو بشر ہیں یہ کیا ہماری رہنمائی کریں گے؟! تو اللہ تعالیٰ کا کفر کیا اور انکار کیا رسول کی رسالت کا اور جو وہ پیغام لائے تھے اُس

کاانکار کیااور منہ موڑلیا،اور حق کو قبول نہیں کیا، تواللہ تعالیٰ اُن سے بے پرواہ ہوااُن سے (اُن کے ایمان سے اور اُن کی عبادت سے اللہ تعالیٰ بے پرواہ ہوا) اور اللہ تعالیٰ غنی ہے، اللہ تعالیٰ کی جو بے پرواہی ہے اور غنی ہے وہ تام ہے مطلق ہے، اور اللہ تعالیٰ حمید ہے اپنے اقوال افعال اور صفات میں، اللہ تعالیٰ کی صفات کمال ہیں اور وہ بڑی خوبیوں والا ہے، تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کی ہیں اور وہ حمید ہے اپنے تمام اقوال افعال اور صفات میں، اور اللہ تعالیٰ کو کسی کی پرواہ نہیں ہے اور اُن کی گمراہی بھی اللہ تعالیٰ کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۭ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝﴾ [التغابن: 7]

کافروں نے یہ باطل دعویٰ کیا کہ وہ دوبارہ اپنی قبروں سے زندہ نہیں نکالے جائیں گے مرنے کے بعد، کہہ دیں اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک میرے ربّ کی قسم! تم اپنی قبروں سے زندہ نکلو گے اور پھر تمہیں خبر بھی دی جائے گی جو تم دنیا میں اعمال کیا کرتے تھے، اور یہ اللہ تعالیٰ پر آسان ہے۔

قرآن مجید میں جب آپ دیکھتے ہیں بعث کے جو منکرین ہیں جنہوں نے دوبارہ زندہ ہونے کا مرنے کے بعد کا انکار کیا اُن کو جواب دیا بڑے خوبصورت انداز میں: جب منکرین نے انکار کرنے والوں نے یہ کہا کہ قبر سے دوبارہ زندگی ممکن نہیں ہے۔ تو خبر کا جواب خبر میں آیا ہے "کہ تم دوبارہ زندہ کیے جاؤ گے"۔

پھر مثال بھی دی گئی ہے کہ جیسا کہ ایک بنجر زمین ہوتی ہے مردہ زمین ہوتی ہے پھر بارش برستی ہے، پھر زمین زندہ ہو جاتی ہے تو پھر انسان بھی مرنے کے بعد زندہ ہو سکتا ہے۔

تیسرا طریقہ جو ہے وہ قسم ہے: جب کافروں نے قسم کھائی "کہ نہیں، کبھی زندہ نہیں ہو سکتے": تو قسم کا جواب بھی قسم میں آیا ہے تو اُس کا ثبوت اس سورۃ میں ہے، سورۃ التغابن میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ﴾: ﴿بَلٰى﴾ (بے شک ہر گز نہیں ایسا نہیں ہے، یقیناً) ﴿وَرَبِّيْ﴾ (میرے ربّ کی قسم) ﴿لَتُبْعَثُنَّ﴾ (تمہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا مرنے کے بعد)۔

اوراس کے ساتھ ساتھ: ﴿ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ﴾ (پھر تمہیں خبر دی جائے گی (یعنی قیامت کے دن) جو تم کیا کرتے تھے اور تمہیں یعنی حساب بھی اُس کا دیناپڑے گا) ﴿وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرٌ﴾ (اور یہ اللہ تعالیٰ پر بہت ہی آسان ہے)۔

پیدا کرنا بھی آسان ہے، مارنا بھی آسان ہے، دوبارہ زندہ کرنا بھی آسان ہے، حساب لینا بھی آسان ہے (سبحان اللہ)۔

پھر اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے:

﴿فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۸﴾[التغابن: 8]

جب یہ حقیقت سامنے آگئی تو پھر راستہ صرف ایک ہی ہے کیا ہے؟

﴿فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا﴾: پس ایمان لے آؤاللہ تعالیٰ پر اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اے مشرکو! اور قرآن مجید سے جو نور ہے اُس سے ہدایت حاصل کرو، اور اللہ تعالیٰ خوب باخبر ہے جو تم کرتے ہو (تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے)، کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے مخفی نہیں ہے نہ تمہارے اعمال میں سے نہ تمہارے اقوال میں سے، اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان اقوال کی اور اعمال کی جزاء بھی دینی ہے۔

دیکھیں بار بار کیا پیغام آرہاہے؟

تقریباً ہر آیت کے بعد: "تمہارا حساب بھی ہوناہے، تمہارا حساب بھی ہوناہے، اللہ تعالیٰ کو تمہارے اقوال اور افعال کی جزاء بھی دینی ہے حساب بھی ہوناہے": اور مشرک یہ سب سُن رہے ہیں اور اہل ایمان بھی سُن رہے ہیں، تو مومنوں کے ایمان میں مزید مضبوطی اور پختگی ہوتی ہے، اور مشرک کے شرک اور کفر میں مزید دوری ہوجاتی ہے حق سے (نعوذ باللہ)۔

"إلا من رحم الله" بہت کم ہیں جنہوں نے اس پیغام کو سمجھاہے اور کلمہ پڑھاہے ورنہ جو اہل شرک ہیں آج بھی دیکھ لیں مشرکین جو کررہے ہیں اہل کفر جو کررہے ہیں، قرآن پڑھتے ہیں اور قرآن کی تفسیر اور ترجمے ہر زبان میں موجود ہیں تقریباً اور کچھ ایسے بھی مشرکین ہیں کرسچنز (Christians) جو ہیں انہوں نے قرآن کے ترجمے خود کیے ہیں! یعنی اُن کے اوپر حجت بھی تمام ہوچکی ہے (سبحان اللہ)۔

الغرض: تو ایک ہی راستہ ہے نجات کا کیا ہے ؟ ﴿فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا﴾: یہ نور آج ہمارے ہاتھوں میں ہے دنیا میں موجود ہے۔

﴿وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ﴾: اور اللہ تعالیٰ خوب باخبر ہے جو تم کرتے ہو، ہدایت کا راستہ اپناتے ہو اللہ تعالیٰ خوب باخبر ہے، ہدایت کے راستے سے منہ موڑتے ہو اللہ تعالیٰ خوب باخبر ہے، لیکن حساب اپنے ربّ کو ہی دینا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝﴾

[التغابن: 9]

یاد کرو وہ دن (یعنی حشر کا دن) جس دن اللہ تعالیٰ جمع کرے گا پہلوں کو اور بعد میں آنے والوں کو "الأولین والآخرین" سب کو ایک جگہ پر جمع کرے گا، اور یہ وہ دن ہے جس میں غبن ظاہر ہو جائے گا، اور خلق (مخلوق) میں تفاوت اور فرق واضح ہو جائے گا، مومن جو ہیں وہ کافر اور جو فاسق ہیں اُن پر غبن کریں گے، اہل ایمان جو ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جنت میں داخل ہوں گے، اور اہل کفر جو ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے عدل و انصاف سے جہنم میں داخل ہوں گے۔

اور یہاں پر غبن ہو گا یہ سورۃ التغابن کا پیغام یہاں پر ہے۔

یعنی اہل ایمان کو دنیا میں کیا دیکھا جاتا ہے ؟ حقارت سے دیکھا جاتا ہے۔ مشرکین ابو جہل اور ابو لہب کیا دیکھتے تھے ؟ مومنوں کو کس طریقے سے ستاتے تھے اور حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے ! (نعوذ باللہ)، اور کہتے تھے کہ ہم ہی حق پر ہیں ہم اللہ تعالیٰ کے گھر کے رکھوالے ہیں دیکھتے نہیں ہو کہ ہم رکھوالے ہیں کعبہ کے ؟ ! اللہ نے ہمارے ذمے یہ کام دیا ہے ہمارے جیسا کون ہے ؟ ! اور مرضی سے جو اُن کے چہیتے تھے اُن کو کپڑے دیتے تھے طواف کے لیے، اور نہیں چاہتے تھے تو برہنہ بدن لوگ طواف کرتے تھے ! مغرور تھے متکبر تھے کہتے تھے کہ ہمارے جیسا کوئی نہیں ہے ! (نعوذ باللہ)، اور اُن میں ایسے مشرکین تھے جو کہتے تھے "کہ قیامت کے دن بھی اللہ تعالیٰ ہمیں اس خیر سے نوازے گا اور تم تو صرف دعوے کرتے ہو، یہ تو بشر کا قول ہے ہم اس کو نہیں مانتے اور معجزے جو ہیں یہ سب جادو ہیں ! " (نعوذ باللہ)۔

کبھی کہتے کاہن ہے، کبھی کہتے جادو گر ہے، کبھی کہتے کہ یہ جھوٹا ہے! (نعوذ باللہ)۔

الغرض: اب وقت آیا ہے اُس دن پتہ چلے گا کہ کس نے نقصان اُٹھایا ہے حقیقتاً۔ دنیا میں اگر دنیا کی کمی ہے اگر کھانے پینے کی کمی ہے، صحت میں کوئی تکلیف یا بیماری ہے یہ کوئی خسارہ ہے کیا؟ کوئی نقصان ہے کیا؟ نہیں۔

اصل نقصان یہ ہے کہ کوئی شخص جنت سے محروم ہو جائے، اور سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ کوئی شخص جہنم کی تہہ میں پڑا ہو (نعوذ باللہ) عذاب میں اللہ کی پکڑ میں! تو یہ تغابن ہے۔

دنیا میں دھوکے میں تھے (مشرکین دھوکے میں تھے) اور قیامت کے دن پتہ چلے گا کہ کس نے نقصان اُٹھایا ہے اور کون کس پر غالب ہوا ہے۔ دنیا میں کافر طاقت سے غالب ہو سکتا ہے وقتی طور پر، نہیں! لیکن قیامت کے دن کوئی طاقت کام آئے گی؟ کچھ کام نہیں آئے گا، وہاں پر ایمان ہے حساب ہے، اور اپنے ربّ کو حساب دینا ہے سب نے حساب دینا ہے۔ تو اس اعتبار سے مومن جو ہیں وہ غالب ہوئے اور خفیہ طریقے سے نقصان پہنچایا کہ نہیں مشرکین کو کافروں کو اور اپنے دشمنوں کو؟ (سبحان اللہ)۔

وہ خفیہ طریقہ کیا ہے؟ یہی ایمان تو ہے عمل صالح ہے اور کیا ہے! وہ لگے رہے اپنے کام میں کرتے رہے اور اپنے ایمان کو مضبوط کرتے رہے پرواہ نہیں کی کسی مشرک یا کافر کی، دشمنی پر اترے یہاں تک کہ جان بھی دے دی اللہ کے راستے میں! جہاد ہوا جان دی اپنی اللہ کے راستے میں، ناجائز قتل کیا گیا (آج بھی ناجائز قتل ہو رہا ہے مسلمانوں کا) اس کے باوجود بھی ڈٹے رہے اپنے اسلام پر، اپنے ایمان پر قائم رہے کہ مرنا تو ویسے ہی ہے۔

دیکھیں دنیا میں آئے تو مریں گے کہ نہیں مریں گے؟ لیکن دو مرنے والے برابر تھوڑا ہی ہوتے ہیں!

الغرض، تو یہ تغابن ہے۔

اچھا پھر ہو گا کیا یہ دیکھیں، جب یہ معاملہ ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اہم ایمان کو اپنے رحم و کرم سے فضل و کرم سے جنت میں داخل کیا ہے اور وہ غالب ہو گئے اہل کفر پر جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے عدل و انصاف سے جہنم میں داخل کیا ہے۔

تو قاعدہ یہ ہے: کہ جس نے بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھا ہے اور نیک اعمال کیے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دے گا، اُسے باغات میں داخل کرے گا (جنت میں داخل کرے گا) جس کے محلات اور درختوں کے نیچے جو ہے وہ نہریں جاری ہوں گی اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہیں گے اور یہ جو ہمیشہ رہنا ہے ان جنتوں میں یہ سب سے عظیم کامیابی ہے۔

دنیا میں ایمان کی عزت سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے واللہ!

دیکھیں مسلمان مار کھاتے ہیں، مسلمان مغلوب ہیں وقتی طور پر لیکن یہ ذلت نہیں ہے یہ عزت ہے کہ اللہ کے لیے کوئی سَر جھکا دیتا ہے "اللہ کے لیے"، اللہ کے لیے اپنے دین پر ثابت قدم رہتے ہوئے بھی مار بھی کھاتا ہے گالی بھی سنتا ہے، یہ ذلت نہیں ہے یہ عزت ہے۔

ذلت یہ ہے کہ آپ نافرمانی کریں اور لوگ آپ کی تعریفیں کریں، یہ سب سے بڑے ذلیل لوگ ہیں کہ نافرمان بھی ہیں اور پھر ربّ بھی ناراض ہے اُن سے اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے جیسا کوئی نہیں ہے (نعوذ باللہ)۔

الغرض: سب سے عظیم کامیابی جنت ہے اور یہ جنت صرف اللہ تعالیٰ کے پیاروں کے لیے ممکن ہے، جو اللہ کے دشمن ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے (نعوذ باللہ) بدترین عذاب میں داخل ہوں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ۧ﴾

[التغابن: 10]

اہل ایمان کا ذکر ہو چکا ہے اب دوسری طرف اہل کفر جو ہیں اُن کا کیا ہو گا؟

اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے اللہ تعالیٰ کی جو الوہیت ہے اور "اِلٰہ حق" کو جھٹلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اِلٰہ حق نہیں ہے، اور یہ عقیدہ رکھتے رہے یعنی دنیا میں، اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور الوہیت کا انکار کیا ہے اور جو بھی دلائل ہیں ربوبیت کے اور براہین الوہیت کے ہیں اُن سب کا انکار کیا ہے اور جھٹلایا ہے، جن دلائل کو اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کے ذریعے پیغام کے طور پر پہنچایا ہے لوگوں کے لیے تو اُن لوگوں نے جو دشمن تھے اللہ تعالیٰ کے دین کے اور انبیاء کے اور مومنوں کے اُن سب کو جھٹلایا ہے، یہ لوگ ہیں جو جہنم کی آگ میں داخل ہوں گے جو ہمیشہ اُس میں رہیں گے اور بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے یہ جہنم! (نعوذ باللہ)۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جو تکلیفیں پہنچتی ہیں اُن کے تعلق سے چند جملے بڑے پیارے ہیں، الفاظ دیکھیں ذرا:

﴿مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝﴾

[التغابن: 11]

کسی کو بھی کوئی مصیبت نہیں پہنچتی یا اُسے کوئی تکلیف نہیں ہوتی ،الا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے، اور جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے دل کو ہدایت دے دیتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو تسلیم بھی کر لیتا ہے اور اپنے سَر کو خم کر دیتا ہے اپنے ربّ کی تقدیر کے سامنے اور اُس پر راضی ہو جاتا ہے۔

تکلیف پہنچی ہے مصیبت ہے وہ کون سا جسم کا حصہ ہے جو بادشاہ ہے ؟ دل ہے۔ اللہ تعالیٰ دل کو ہدایت دے دیتا ہے، جب دل سدھر جائے تو پورا جسم سدھر جاتا ہے (سبحان اللہ)۔

لیکن شرط ہے: ﴿وَمَنۡ يُّؤۡمِنۡۢ بِاللّٰهِ يَهۡدِ قَلۡبَهٗ﴾: اللہ تعالیٰ پر ایمان ہو گا۔ مصیبت میں کیا ایمان ہو گا؟ "کہ میرے ربّ کی طرف سے ہے میں اسے تسلیم کرتا ہوں اور ربّ کی تقدیر کے سامنے اپنے سَر کو خم کر کے راضی ہو جاتا ہوں"، جب انسان یہ ایمان رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے دل کو جو ہے ہدایت دے دیتا ہے۔

دل کی ہدایت کیا ہے؟

1- کہ اسے پتہ ہوتا ہے کہ میرے ربّ کی طرف سے ہے اس میں میرے لیے کوئی نہ کوئی خیر ہے جو مجھے نظر نہیں آ رہا۔

2- اور پھر ہدایت دیتا ہے "ويهده لأحسن الأقوال والأفعال والأحوال": (۱) قول کہے گا تو بہت اچھا کہے گا "اَحسن الاقوال": ہدایت ربّ نے ہی دینی ہے ربّ نے دل کو ہدایت دی ہے زبان بُرا کہہ سکے گی؟ زبان سب سے اچھا کہے گی "اَحسن الاقوال"۔ (۲) اور عمل بُرا ہو سکتا ہے؟ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا "اَحسن الافعال"۔ (۳) اور "الاحوال"، اُس کی حالت جو ہے وہ اَحسن الاحوال ہو گی، دل میں سکون اطمینان۔

کیوں؟ کیونکہ اصل ہدایت جو ہے دل کی ہدایت ہے اور جو جسم کے اعضاء ہیں وہ تابع ہیں، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے مخفی نہیں ہے۔

یعنی دلوں کے حال، جب دیکھیں دل کا معاملہ ہوتا ہے تو وہاں پر علم کا ذکر آتا ہے، جب دیکھنے کی کوئی بات ہوتی ہے تو وہاں پر بصر کا ذکر ہوتا ہے۔ تو جب دل کا ذکر ہے تو دلوں کی کیا حالت ہو گی؟ اب دعوے تو سب کرتے ہیں کہ ہم تو بڑے مومن ہیں ہم تو بڑا صبر کرتے ہیں، ہم تو ایمان رکھتے ہیں مصیبتوں میں۔ نہیں! یہ آپ کی زبان سے نہیں ہو گا یہ

آپ کے کردار سے حالت سے پتہ چلے گا،اور ربّ خوب جانتا ہے کہ کس کے دل میں کیا ہے، کون اس ہدایت کے لائق ہے اور کون نالائق ہے، لیکن اس کے لیے شرط ایک ہے: ﴿وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ﴾۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، دیکھیں کرنا کیا ہے:

﴿وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰي رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝۱۲﴾
[التغابن: 12]

مصیبت پہنچی ہے یہ عام حالات میں کرنا کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ کی فرمانبر داری کر واے لوگو! اور جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے اُس کی تعمیل کرو، جس سے منع کیا ہے اُس سے رُک جاؤ (اسے کہتے ہیں فرمانبر دار اور اطاعت)، اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی فرمابرداری کر و اطاعت کرو۔ وہ کیسے؟ جو پیغام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو دیا ہے اُس پیغام کو قبول کرو اور اُس پیغام پر عمل کرو کیونکہ یہ پیغام ربّ کی طرف سے ہے۔

اگر تم منہ موڑ لیتے ہو اللہ تعالیٰ کے پیغام سے تو پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: کہ ہمارے رسول کو کوئی نقصان نہیں ہو گا کیونکہ اُن کے ذمے پیغام پہنچانا ہے مکمل وضاحت کے ساتھ، اور وہ پہنچا چکے ہیں (علیہ الصلاۃ والسلام)۔

تو نقصان کس کو ہے؟ جس نے انکار کیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱۳﴾[التغابن: 13]

دیکھیں﴿الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ﴾ کے بعد کلمۂ توحید کیا ہے کا سب سے بڑا پیغام یہ کیسے جوڑا اللہ تعالیٰ نے "کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے": یہ بنیادی پیغام ہے جس نے اس کو سمجھ لیا ناوہ کامیاب ہو گیا اور جس نے اس کو نہیں سمجھا وہ کبھی کامیاب ہو نہیں سکتا۔

"اللہ تعالیٰ ہی واحد سچا معبود ہے، مومن جو ہیں وہ اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھیں اپنے تمام معاملات میں"۔

چاہے مصیبت ہے چاہے تکلیف ہے چاہے عام حالات ہیں، کلمۂ توحید صحیح عقیدے کی بنیاد پر مومن اپنے ربّ پر بھروسہ رکھتے ہیں پھر کامیابی ملتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔

پھر اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ وَإِنْ تَعْفُوا وَتَصْفَحُوا وَتَغْفِرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١٤﴾﴾[التغابن: 14]

پھر ایک حقیقت یہ ہے: کہ اے ایمان والو! جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان رکھتے ہو کہ بے شک تمہاری بیویوں میں سے اور تمہاری اولاد میں سے تمہارے دشمن بھی ہیں جو تمہیں اللہ تعالیٰ کے دین سے اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکتے ہیں۔

کتنا بڑا پیغام ہے کیا بیوی بچے بھی دشمن ہوتے ہیں؟! ہوتے ہیں۔ کب ہوتے ہیں؟ جب اللہ تعالیٰ کے دین سے اللہ تعالیٰ کی شریعت سے، اللہ تعالیٰ کے راستے سے رکاوٹ کا سبب بنتے ہیں، جب نافرمانی اُن کی وجہ سے ہوتی ہے جب نافرمانی پر اُکساتے ہیں تب یہ بیوی اور بچے دشمن ہوتے ہیں۔ اچھا جب دشمن ہیں تو کیا کرنا ہے؟ اپنے ہیں نا اپنے پیارے ہیں نا، دیکھیں خوبصورت پیغام دیکھیں:

﴿فَاحْذَرُوهُمْ﴾ (ذرا خبر دار رہو)۔ خبر دار رہنا ہے اس کے ساتھ، یعنی اُن کی بات نہیں ماننی۔

خبر دار سے ﴿فَاحْذَرُوهُمْ﴾ سے کیا مراد ہے؟ خبر دار رہنا ہے تنبیہ ہے، یعنی ان سے بچ کر رہنا ہے، ان کی ناجائز جو خواہشات ہیں جو نافرمانیاں ہیں وہ نہیں کرنیں اللہ تعالیٰ کی۔ تو کرنا کیا ہے؟

﴿وَإِنْ تَعْفُوا وَتَصْفَحُوا وَتَغْفِرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾: (معاف کرو، در گزر کرو اور ان کو بخش دو، بے شک اللہ تعالیٰ خوب بخشنے والا بڑا مہربان ہے خوب رحم کرنے والا ہے)۔

مارنے پیٹنے سے ایک طریقہ ہے ایک چھوٹا بچہ ہے تو آپ اس کو شرعی طریقے سے مار سکتے ہیں لیکن اگر مارنے سے نہ سدھرے تو پھر کیا کریں گے؟ دعا سب سے بڑا ہتھیار ہے مومن کے لیے اُن کے لیے دعا کریں اُن کو سمجھائیں، اور ایک حد ہے اور اُس حد سے تجاوز نہیں کریں گے جب آپ اس پر عمل کریں گے: ﴿وَإِنْ تَعْفُوا وَتَصْفَحُوا وَتَغْفِرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ سبحان اللہ۔

پھر اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے:

﴿اِنَّمَاۤ اَمۡوَالُكُمۡ وَاَوۡلَادُكُمۡ فِتۡنَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عِنۡدَهٗۤ اَجۡرٌ عَظِيۡمٌ ۝۱۵﴾[التغابن: 15]

صرف اور صرف جو تمہارے مال ہیں اور تمہاری اولادیں جو ہیں یہ فتنہ ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اُجر عظیم ہے۔

جو بھی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتا ہے اور فرمانبرداری کو نافرمانی پر ترجیح دیتا ہے اور جو فتنہ ہے جو آزمائش ہے (فتنے سے مراد آزمائش ہے) اصل میں جو اولاد ہے جو بیویاں ہیں جو مال ہے یہ کیا ہے؟ یہ دنیا کی خیر تو ہے بھلائی تو ہے اس کے بغیر نہیں رہ سکتے ہم۔

ہم کیوں کماتے ہیں؟ دیکھیں دنیا میں بغیر مال کے رہ سکتے ہیں ہم کیوں حلال روزگار تلاش کرتے ہیں؟ حلال روزگار جو پیسہ ہے جو ہمیں ملتا ہے مال جو ہے آزمائش ہے کہ نہیں؟ آزمائش ہے۔ بیوی بھی آزمائش ہے، بچہ بھی آزمائش ہے، یہ سب آزمائشیں ہیں آزمائش کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیئے ہیں۔

اس لیے فرمایا: ﴿اِنَّمَاۤ﴾: (صرف اور صرف): حقیقت ان کی یہ ہے۔

﴿وَاللّٰهُ عِنۡدَهٗۤ اَجۡرٌ عَظِيۡمٌ﴾: (اور اُجر عظیم اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے)۔

کب اُجر عظیم ملے گا؟ جب اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کو ترجیح دی جاتی ہے نافرمانی پر تو اس آزمائش سے بچا جا سکتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے حق کو یہ ادا کرتا رہا اس لیے یہ شخص جو ہے اُجر عظیم کا مستحق ہوا۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسۡتَطَعۡتُمۡ وَاسۡمَعُوۡا وَاَطِيۡعُوۡا وَاَنۡفِقُوۡا خَيۡرًا لِّاَنۡفُسِكُمۡ ؕ وَمَنۡ يُّوۡقَ شُحَّ نَفۡسِهٖ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۝۱۶﴾[التغابن: 16]

اے مومنو! اللہ تعالیٰ کے تقویٰ میں جدوجہد کرو اپنی طاقت کے مطابق۔

دیکھیں دونوں برابر نہیں ہیں استطاعت میں اور طاقت میں تو کرنا کیا ہے؟ ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسۡتَطَعۡتُمۡ﴾۔

یہ قاعدہ یاد رکھیں ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسۡتَطَعۡتُمۡ﴾: اپنی طاقت کے مطابق اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور اس پر جدوجہد بھی کرتے رہو، اور سنو! فرمانبرداری کرو جو پیغام ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس پر غور وفکر

کرو، اور جو حکم دیا گیا ہے اس کی تعمیل کرو، جس چیز سے منع کیا گیا اس سے اجتناب کرو، اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمایا ہے اس کو بھی خرچ کرو، اور جو اپنے نفس کو بخیلی سے بچالیتا ہے وہی لوگ جو ہیں فلاح پانے والے ہیں اور کامیاب ہونے والے ہیں، ہر خیر کو پانے والے ہیں اور ہر خواہش جو اُن کی جائز خواہش ہے وہ حاصل کرنے والے ہیں۔

اسے کہتے ہیں فلاح لیکن اپنے نفس کو بخیلی سے بچانا ہے: دیکھیں نفس جو ہے اس کی چاہت ختم نہیں ہوتی لیکن جس نے نفس کی چاہت کو کنٹرول کر لیا ہے اور اسے ناجائز خواہشات سے روکے رکھا ہے لگام لگائے رکھا ہے تو ایسا شخص جو ہے وہ ربّ کی فرمانبرداری میں بہت آگے ہو گا اور فلاح پانے والوں میں سے ہو گا (سبحان اللہ)۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝﴾[التغابن: 17]

اگر تم اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرو گے طیب نفس سے اور اخلاص کی بنیاد پر یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے لیے ثواب کو دُگنا کر دے گا (اور یہ قرض ہے)۔

دیکھیں اللہ تعالیٰ کو ضرورت نہیں ہے ہماری کسی عبادت کی نہ ہمارے کسی مال کی، ہم اگر کسی کو صدقہ دیتے ہیں، یا اپنے بچوں کو نان نفقہ دیتے ہیں، بیویوں کو نان نفقہ دیتے ہیں جو ہمارے اوپر فرض ہے، یہ جو زکوۃ دیتے ہیں جو ہمارے اوپر فرض ہے، یا جو صدقات اور خیرات جو نفل ہیں وہ دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کو کیا پہنچتا ہے؟

جب ہم قربانی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (خون بہہ جاتا ہے): اللہ تعالیٰ کو خون تو نہیں پہنچتا نا، اور گوشت ہم کھا جاتے ہیں یا مسکینوں کو جا کر دیتے ہیں، یا دوست احباب کھا جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کو ملتا کیا ہے؟ التقویٰ: ﴿التَّقْوٰى مِنْكُمْ﴾ (الحج:37): یہ بات ہے۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ قرض ہے اور قرض حسنہ ہے، یعنی جب اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتے ہو یقیناً اللہ تعالیٰ اُس سے بھی بڑھ کر اُس سے بھی دُگنا آپ کو عطا فرمائے گا۔

اور اُس سے بڑھ کر کہ ایک تو اُجر دُگنا ہوا: ﴿وَيَغْفِرْ لَكُمْ﴾: مغفرت بھی ہوئی۔

﴿وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ﴾:اور اللہ تعالیٰ خوب قدر دان ہے اور خوب بُرد بار ہے۔

قدر دان کس کا ہے اللہ تعالیٰ؟ جو خرچ کرتے ہیں۔ اور بُرد بار حلیم کس پر ہے؟ جو خرچ نہیں کرتے ہیں (سبحان اللہ)، تا کہ اُن کو موقع دیا جائے اللہ تعالیٰ فوراً پکڑتا نہیں ہے فوراً سزا نہیں دیتا موقع دیتا ہے کہ انسان سنبھل جائے، اللہ تعالیٰ بُرد بار ہے حلیم ہے، ڈھیل کافروں کے لیے ہے نافرمانوں کے لیے ہے، اور موقع ہے مومنوں کے لیے مسلمانوں کے لیے جو وقتی طور پر کوتاہیوں کا شکار ہیں اُن کے لیے بہترین موقع ہے کہ کب تک اس کوتاہی کا شکار رہو گے؟!

موت سے پہلے اللہ تعالیٰ توبہ کی توفیق دے دیتا ہے لیکن ڈھیل اُن کے لیے ہے جو مرتے دم تک نافرمانی پر قائم رہتے ہیں (نعوذ باللہ)۔

پھر آخری آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾﴿١٨﴾[التغابن: 18]

اللہ سبحانہ وتعالیٰ خوب جاننے والا ہے ہر وہ چیز جو پوشیدہ ہے اور ہر وہ چیز جو حاضر ہے، اور وہ عزت والا غالب ہے، کوئی چیز اسے عاجز نہیں کر سکتی اور وہ بڑی حکمت والا ہے اپنے اقوال اور اپنے افعال میں (واللہ اُعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (064.سورۃ التغابن) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio